سیرت و تاریخ

جناب عبدالرشید عراقی

امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائیؒ اور ان کی سُنن نسائی

امام ابوعبدالرحمان احمد بن شعیب نسائیؒ صحاح ستہ کے رکن ہیں۔ قدرت نے آپ کو غیر معمولی حافظہ دیا تھا۔ حدیث کے حافظ تھے اور اربابِ سیر نے ان کی ثقاہت واتقان پر اتفاق کیا ہے لہ آپؒ جرح وتعدیل کے بھی امام تھے۔ احادیث کے سقم وصحت میں ان کی بصیرت و معرفت کے متعلق محدثین کرام کی رائے یہ ہے کہ :

"وہ اپنے معاصرین میں صحیح وسقیم روایات وآثار اور رجال کی معرفت وتمیز میں سب سے زیادہ واقف کار تھے"۔ ٢ھ

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے حافظ ابوعلی نیشاپوری کا یہ قول نقل کیا ہے :

"ھو امام فی الحدیث بلا مدافعة"۔ ٣ھ

"آپ بغیر کسی تقابل کے حدیث میں امامت کا درجہ رکھتے ہیں"۔

امام ابوعبدالرحمان نسائی کا اصل فن علمِ حدیث ہے، تاہم دیگر علومِ دینیہ میں بھی آپ یکتائے زمانہ تھے۔ تفسیر اور فقہ میں تو آپ کو یدِطولیٰ حاصل تھا۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے صاحبِ مستدرک امام حاکمؒ (م ۴۰۵ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے کہ :

"نسائیؒ اپنے زمانہ میں مصر کے سب سے بڑے فقیہ تھے"۔ ۴ھ

امام نسائیؒ زہد وورع میں ممتاز مقام کے حامل تھے۔ آپؒ کی عملی زندگی نہایت پاکیزہ تھی۔ بڑے عبادت گزار، متبع سنّت اور صاحبِ تقویٰ تھے۔ ردِّ بدعات اور احیائے سنّت آپ کا خاص مشن اور نصب العین تھا۔ صومِ داؤدی کے پابند تھے، یعنی ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ اکثر حج کرتے تھے، جہاد کا بھی ولولہ تھا۔ ایک دفعہ امیرِ مصر کے ساتھ جہاد کے لیے نکلے، اس قدر دادِ شجاعت دی کہ قرونِ اولیٰ کی یاد تازہ ہوگئی ۵ھ

امام نسائیؒ کے فضل وکمال کا ائمۂ فن کو اعتراف ہے اور سب ان کی امامت کے معترف ہیں۔

علامہ ابنِ خلکان (م ۶۸۱ھ) نے اپنی تاریخ میں ابو سعید عبد الرحمان صاحب تاریخِ مصر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ :

"کان اماماً فی الحدیث ثقۃ ثبتاً حافظاً"۔ [۶]

"حدیث میں امام، ثقہ، معتبر اور حافظ تھے"۔

امام نسائیؒ عللِ حدیث اور علم الرجال میں بہت ممتاز اور ماہر تھے۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں (ترجمہ) :

"فنِ رجال میں ماہرین کی ایک جماعت نے امام مسلم بن حجاجؒ پر انہیں فوقیت دی ہے۔ اور دار قطنیؒ وغیرہ نے آپؒ کو اس فن اور دیگر علوم میں امام الائمہ ابو بکر بن خزیمہ صاحب الصحیح پر بھی مقدم رکھا ہے"۔ [۷]

حافظ شمس الدین ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں :

"امام نسائی مسلمؒ، ترمذیؒ اور ابو داؤدؒ سے حدیث، عللِ حدیث اور علم رجال میں زیادہ ماہر ہیں اور بخاریؒ، ابو زرعہؒ کے ہمسر ہیں"۔ [۸]

امام نسائیؒ کا مسلک

دیگر محدثین کی طرح امام نسائیؒ کے مسلک میں بھی اختلاف ہے۔ علامہ تقی الدین سبکیؒ (م ۷۷۱ھ) نے ان کو شافعی لکھا ہے [۹] حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ (م ۱۲۲۹ھ) نے بھی ان کو شافعی مذہب کا پابند بتلایا ہے [۱۰] محی السنّۃ نواب صدیق حسن خاںؒ (م ۱۳۰۷ھ) نے بھی ان کو شافعیؒ مذہب کا حامل قرار دیا ہے، جب کہ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ (م ۱۱۷۶ھ) نے بھی ان کا انتساب مسلک امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ) کی جانب کیا ہے [۱۱]

لیکن مولانا سید انور شاہ کشمیری (م ۱۹۳۲ء) لکھتے ہیں کہ :

"امام ابو داؤدؒ و نسائیؒ حنبلی مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ حافظ ابنِ تیمیہؒ کی تصریح سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ بعض نے ان کو شافعی لکھا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ دونوں حنبلی مذہب کے تھے"۔ [۱۳]

مولانا ضیاء الدین اصلاحی لکھتے ہیں کہ :

"ہمارے خیال میں وہ کسی خاص فقہی مسلک کے پابند نہ تھے، بلکہ خود فقیہ و مجتہد تھے"۔ [۱۴]

امام نسائیؒ کا عقیدہ

امام نسائیؒ اعتقاد میں جمہور اہلِ سنت کے ہمنوا تھے۔ علامہ ابن خلکانؒ اور حافظ ابنِ کثیرؒ (م ۷۷۴ھ) نے جو یہ وضاحت کی ہے کہ ان پر شیعیت کا اثر تھا، یہ صحیح نہیں۔ علامہ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) اور حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے امام نسائیؒ کے عقائد کے بارے میں سکوت اختیار کیا ہے سنن نسائی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام نسائیؒ خلفائے راشدینؓ کی خلافت میں اسی ترتیب کے قائل تھے جو جمہور اہلِ سنّت کا مسلک ہے۔ چنانچہ امام نسائیؒ نے اپنی سنن میں "باب امامة اھل العلم والفضل" میں یہ حدیث درج کی ہے:

"لمّا قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم قالت الانصار منّا امیر ومنکم امیر فاتاھم عمر فقال الستم تعلمون انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد امر ابابکر ان یّصلّی بالنّاس فایکم یطیب نفسہ ان یّتقدم ابا بکر قالوا نعوذ باللہ ان نّتقدم ابابکر۔"

"جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو انصارؓ نے کہا: "ایک امیر ہم میں سے اور ایک امیر تم میں سے۔" حضرت عمرؓ ان کے پاس آئے اور کہا، "کیا تم لوگوں کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا؟ ایسی صورت میں کون شخص پسند کرے گا کہ وہ (امامت وخلافت میں) ان سے سبقت لے جائے؟" انہوں نے جواب دیا، "ہم ابوبکرؓ پر خود کو ترجیح دینے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔"

اساتذہ وتلامذہ

امام نسائیؒ کے اساتذہ وشیوخ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ حافظ ابنِ حجرؒ فرماتے ہیں:

"سمع من خلائق لا یحصون۔" [۱۶]

یعنی ان کے اساتذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

تاہم ان کے مشہور اساتذہ میں امام قتیبہ بن سعیدؒ (م ۲۴۰ھ) امام اسحاق بن راہویہؒ (م ۲۳۸ھ) امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ (م ۲۵۶ھ) اور امام ابوداؤد سجستانیؒ (م ۲۷۵ھ) شامل ہیں۔

تلامذہ میں ابنِ اسحاقؒ ابن السنی (م ۳۶۳ھ) ابو علی کنانیؒ (م ۳۵۷ھ) اور محمد بن قاسم الاندلسیؒ (م ۳۲۸ھ) ایسے ائمہ حدیث شامل ہیں [۱۷]

تحصیلِ حدیث کے لیے سفر

امام نسائیؒ جس زمانہ میں پیدا ہوئے اس زمانہ میں علمِ حدیث اکنافِ عالم میں پھیل چکا تھا اور تحصیلِ حدیث کے لیے سفر کرنا علمائے کرام کا خصوصی شعار بن چکا تھا۔ چنانچہ آپ نے بھی دور دراز اسلامی ممالک کا سفر کیا۔ اپنے شہر کے اساتذہ سے اکتسابِ فیض کے بعد آپ امام قتیبہ بن سعیدؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حافظ شمس الدین ذہبیؒ لکھتے ہیں:

"رحل الیٰ قتیبہ ولہٗ خمس عشرۃ فقال اقمت عندہٗ سنۃ وشہرین [۱۸]"

"سب سے پہلے امام قتیبہؒ کی خدمت میں سفر کر کے گئے، جب کہ آپؒ کی عمر ۱۵ سال تھی۔ ان کے ہاں آپ کا قیام ۱۴ ماہ رہا"

اس کے بعد آپ نے دوسرے اسلامی ممالک کا بھی سفر کیا۔ حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

"دور دراز شہروں میں جا کر سماعِ حدیث میں مصروف رہے اور ان ائمہ کبار سے بھی ملے، جن سے بالمشافہ انہوں نے روایت کی ہے"۔ [۱۹]

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

"امام نسائیؒ نے تحصیلِ حدیث کے لیے خراسان، عراق، حجاز، جزیرہ، شام اور مصر کا سفر کیا"۔ [۲۰]

مصر میں سکونت

مختلف اسلامی ممالک میں تحصیلِ حدیث کے بعد امام نسائیؒ نے مصر میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور ان کی تصانیف اس اطراف میں پھیلیں۔ بہت سے لوگوں نے امام صاحب سے روایتِ حدیث کی۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ (م ۱۰۵۲ھ) لکھتے ہیں:

"مصر میں مستقل سکونت اختیار کی۔ آپ کی تصانیف اسی اطراف میں پھیلیں اور بہت سے لوگوں نے امام صاحب سے اخذ و روایتِ حدیث کی۔ آخری زندگی میں مصر سے دمشق آ گئے"۔ [۲۱]

پیدائش اور وفات

امام ابو عبدالرحمان احمد بن شیعب نسائی ۲۱۵ھ میں خراسان کے شہر نسا، میں پیدا ہوئے اور ۳۰۲ھ میں ۸۸ سال کی عمر میں مکہ معظمہ میں انتقال کیا[22]

سنن نسائی کی تالیف

امام صاحب نے سنن میں دو کتابیں لکھیں۔ سننِ کبرٰی اور سننِ صغرٰی۔

صحاح ستہ میں سننِ صغرٰی شامل ہے اور اس کا دوسرا نام المجتبیٰ ہے۔ آپ سننِ کبرٰی کی تالیف سے فارغ ہوئے تو اسے امیر رملہ کے سامنے پیش کیا۔ امیر نے پوچھا، کیا اس کتاب میں تمام احادیث صحیح ہیں؟ آپ نے فرمایا، نہیں! تو امیر نے کہا، میرے لیے صحیح روایات کا مجموعہ تیار کیجئے۔ تب آپ نے سننِ صغرٰی تالیف کی[24]

سنن نسائی کی غرض واہمیت

کتب صحاح میں جو مقبولیت صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو حاصل ہوئی، دوسری کتب ان کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔ عام طور پر سنن نسائی کو سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی کے بعد رکھا گیا ہے، تاہم اس کا نام بھی ان دونوں کے ساتھ لیا جاتا ہے چنانچہ یہ بھی قریبًا ان کے ہم پلہ ہے اور اس کا صحاح ستہ میں شامل ہونا اس کی اہمیت وعظمت کا ثبوت ہے۔

امام نسائیؒ زمانہ کے لحاظ سے صحاح ستہ میں سب سے مؤخر ہیں اور امام بخاریؒ کی شخصیت سے زیادہ متاثر معلوم ہوتے ہیں اسی لیے آپ نے اپنی اس کتاب کو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے طریقے پر جمع کرنے کی کوشش کی ہے، جبکہ عللِ حدیث کا بیان اس پر مستزاد ہے۔ ساتھ ہی ساتھ حسنِ ترتیب اور جودتِ تالیف میں بھی یہ ممتاز ہے۔ علامہ عبدالرحمان سخاویؒ (م ۹۰۲ھ) نے فتح المغیث میں حافظ ابو عبداللہ ابنِ رشد (م ۷۲۱ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے:

(ترجمہ): "علمِ سنن میں جتنی کتابیں تالیف ہوئی ہیں، یہ کتاب ان میں انوکھی اور ترتیب کے لحاظ سے بہترین ہے ـــــ بخاریؒ اور مسلمؒ دونوں کے طریقہ کی جامع ہے نیز عللِ حدیث کے ایک خاص حصہ کا بیان بھی اس میں آگیا ہے۔"[25]

خصوصیات

سنن نسائی کی سب سے اہم خصوصیت اس کی شرائط ہیں، جن کے بارے کہا گیا ہے کہ:

"انّ لابی عبد الرحمان فی الرّجال شرطاً اشدّ من شرط البخاری ومسلم۔"

"رجال کے بارے میں ابو عبد الرحمان نسائیؒ کی شرط بخاری ومسلم کی شرط سے زیادہ سخت ہے"۔ [۲۶]

حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

"امام نسائیؒ نے نہ صرف بعض ان رواۃ کو نظر انداز کر دیا ہے جن سے امام ابوداؤدؒ اور ترمذیؒ نے روایت کی ہے، بلکہ امام بخاریؒ ومسلمؒ تک کے راویوں کی ایک جماعت سے حدیث کی تخریج میں اجتناب کیا ہے"۔ [۲۷]

حافظ شمس الدین ذہبیؒ لکھتے ہیں:

"عللِ حدیث کا بیان امام نسائیؒ کا خاص وصف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جرح وتعدیل نیز نقد ونظر میں آپ کو غیر معمولی ملکہ عطا فرمایا تھا۔ اور عللِ حدیث، علم الرجال میں امام مسلمؒ، امام ابوداؤدؒ اور امام ترمذیؒ سے بھی زیادہ آپ کو واقفیت تھی"۔ [۲۸]

امام نسائیؒ کی اسی مہارت کے پیشِ نظر بعض ائمہ کرام نے سنن نسائی کے محاسن و فضائل کو احسن پیرایہ میں بیان کیا ہے۔

حافظ سخاویؒ (م ۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

"اذا نظرت الی مایخرجه اهل الحدیث فماخرجه النّسائی اقرب الی الصحۃ ممّاخرجه غیرہ"۔ [۲۹]

"جب تمام محدثین کی جمع کردہ حدیثوں پر نظر ڈالو گے تو جس حدیث کی امام نسائی نے تخریج کی ہوگی وہ دوسروں کی روایت کردہ حدیث کی بہ نسبت صحت سے زیادہ قریب ہوگی ـــ اس لیے بعض مغاربہ صحیح بخاری پر اس کی ترجیح کے قائل ہیں"۔

سنن نسائی کی شروح وتعلیقات

سنن نسائی صحاح ستہ کا رکنِ عظیم ہے مگر علمائے کرام نے اس کی طرف خاص توجہ نہیں کی۔ سب سے پہلے حافظ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) نے اس پر تعلیق لکھی،

جو بہت سی خوبیوں کی حامل ہے۔ دوسری تعلیق (یا حواشی) علامہ محمد بن عبدالہادی سندھیؒ (م ۱۱۳۸ھ) کی ہے۔ یہ حافظ سیوطیؒ کی تعلیق سے زیادہ مفصل ہے۔

علامہ حسین بن محسن انصاری الیمانیؒ (م ۱۳۲۷ھ) مولانا ابوعبدالرحمان محمدؒ پنجابی (م ۱۳۱۵ھ) اور مولانا ابویحییٰ محمدؒ شاہ جہاں پوری (م ۱۳۲۴ھ) نے بھی سنن نسائی کے حواشی لکھے

مولانا محمد پنجابی اور مولانا ابویحییٰ کا مشترکہ حاشیہ ۱۳۱۶ھ میں مطبع انصاری دہلی سے شائع ہوا، بعد میں دوبارہ نور محمد اصح المطابع کراچی نے شائع کیا۔

مولانا ابوالطیب محمد عطاء اللہ حنیفؒ بھوجیانی (م ۱۴۰۸ھ) نے التعلیقات السّلفیہ کے نام سے سنن نسائی کی شرح لکھی ہے۔ یہ شرح بہترین علمی نکات و مباحث پر مشتمل ہے مولانا عطاء اللہ حنیفؒ نے پچھلے تمام حواشی اس میں جمع کر دیئے ہیں اور اپنی طرف سے بہت سے مفید، تحقیقی اور جامع مباحث کا اضافہ کیا ہے۔ یہ شرح پسند کی گئی ہے اور اہلِ علم کے درمیان خاصی مقبول ہے۔[۳۰]

مراجع و مصادر

[۱] جلال الدین سیوطی، حسن المحاضرہ ج ۱ ص ۱۴۷۔

[۲] شمس الدین ذہبی، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۲۶۸۔ حافظ ابنِ کثیر، البدایہ والنہایۃ ج ۱۱ ص ۱۲۳۔ تقی الدین سبکی، طبقات الشافعیہ ج ۲ ص ۸۴۔

[۳] حافظ ابنِ حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۶۶۔

[۴] ایضاً۔

[۵] شمس الدین ذہبی، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۲۶۸۔ حافظ ابنِ کثیر البدایہ والنہایۃ ج ۱۱ ص ۱۲۳۔ حافظ ابنِ حجر، تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۳۸۔

[۶] احمد بن خلکان، وفیات الاعیان ج ۱ ص ۵۹۔

[۷] حافظ ابنِ حجر، مقدمہ فتح الباری ص ۸۔

[۸] امیر یمانی، توضیح الافکار ج ۱ ص ۲۲۰۔

[۹] تقی الدین سبکی، طبقات الشافعیہ ج ۲ ص ۸۴۔

۱۰ھ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، بستان المحدثین ص ۱۲۳ -
۱۱ھ نواب صدیق حسن خاں، ابجد العلوم ص ۸۱۰ -
۱۲ھ شاہ ولی اللہ دہلوی، الانصاف فی بیان سبب الاختلاف ص ۸۰ -
۱۳ھ سید محمد انور شاہ کشمیری، فیض الباری ج ۱ ص ۵۸ -
۱۴ھ ضیاء الدین اصلاحی، تذکرۃ المحدثین ج ۱ ص ۲۷۷ -
۱۵ھ سنن نسائی ج ۲ ص ۲۶۶
۱۶ھ حافظ ابن حجر، تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۱۲۳ -
۱۷ھ ایضاً -
۱۸ھ شمس الدین ذہبی، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۵۲ -
۱۹ھ حافظ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ ج ۱۱ ص ۱۶۳ -
۲۰ھ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، بستان المحدثین ص ۱۲۳ -
۲۱ھ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۱۷ -
۲۲ھ تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۸ -
۲۳ھ تاریخ ابن خلکان ج ۱ ص ۵۹ -
۲۴ھ بستان المحدثین ص ۱۲۲ -
۲۵ھ حافظ عبدالرحمان سخاوی، فتح المغیث ص ۱۲ -
۲۶ھ ابوالفضل بن عامر مقدسی، شروط الائمہ ص ۱۸ -
۲۷ھ مقدمہ فتح الباری ص ۸ -
۲۸ھ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۲۶۸ -
۲۹ھ فتح المغیث ص ۱۲ -
۳۰ھ محمد عزیز سلفی، مولانا شمس الحق عظیم آبادی، حیات وخدمات ص ۲۸ -